

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

لاہور

راحمیہ

ماہنامہ

مارچ 2025ء / رمضان المبارک 1446ھ

جلد نمبر 17، شمارہ نمبر 3 قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبرشپ: 350 روپے

جلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمن
صدر: مفتی عبدالستین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

ترغیب رمضان

- اُمتِ مسلمہ کے تشکیلی امور؛ دعائے ابراہیمی کے تناظر میں
- رمضان المبارک؛ جہنم سے آزادی کا مہینہ
- حضرت ابوامامہ صَدَقَاتُ بنِ عَجَلَانَ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- عالمی استحصالی اداروں کے آڈیکار حکمرانوں کی غریب گمش پالیسی
- علم الاحسان میں ”مقامات“ و ”آحوال“ کیسے پیدا ہوتے ہیں؟
- معاشی بحالی کے نعرے اور گزشتہ سال
- سلطنت عثمانیہ کے بانی و مؤسس
- قیام رمضان المبارک 1446ھ/2025ء
- رمضان المبارک کیسے گزاریں؟
- رمضان المبارک اور معاشرتی تقاضے
- رمضان المبارک اور تقویٰ کی حقیقت
- رمضان المبارک اور ملکی سلامتی کے تقاضے
- احکام و مسائل رمضان المبارک
- اعیکاف، صدقہ فطر و عید الفطر کے احکام و مسائل
- نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک 1446ھ/2025ء

”یاد رکھو! کہ اگرچہ (راہِ حق پر) چلنا اپنی (مناسب) رفتار سے (ہی لازم) ہوتا ہے، مگر جو (اس پر یکسوئی اور تسلسل کے ساتھ) چلتا رہتا ہے، وہ بہت (سا) راستہ طے کر لیتا ہے (اور منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے) اور جو ادھر ادھر کے راستوں پر بھی ہو لے اور پھر (کہیں) واپس آکر (صحیح) راستہ لے، اس کو بڑا وقت (لگ جاتا ہے) اور (اپنی) طاقت (بھی) ضائع کرنا پڑتی ہے۔ (اس حوالے سے) خرگوش اور کچھوے کا قصہ (تو) مشہور ہی ہے کہ کچھوے خرگوش سے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گیا، حال آں کہ اس کی رفتار خرگوش کے مقابلے میں بچ (کچھ نہ) تھی۔“

(ذی الحجہ 1365ھ/3 نومبر 1946ء، بروز: اتوار۔ مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، ص: 220، طبع: ترجمیہ مطبوعات، لاہور)

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا

شاہ عبدالقادر

رائے پوری اقدس سرہ
مسندِ نقشبندی
خانقاہ عالیہ رجمیہ راج پور



اس سے پہلے ادھر ادھر منتشر حالت میں تھے۔ قریش کی اس اجتماعیت میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ کی رہنمائی میں امت مسلمہ کی تشکیل ہوئی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (اے پروردگار ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں کا): حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی مانگی کہ میری اولاد میں ایک ایسا رسول بھیج کہ جو ایک مسلمان جماعت اور امت کی تشکیل کا باعث ہو۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ پر قریش کی اس اجتماعیت میں وحی الہی کا نزول ہوا اور پہلی وحی کا آغاز جازرا سے ہوا۔ مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں کہ: ”میں ہمیشہ اس پر غور و فکر کرتا رہا کہ نبی اکرم ﷺ پر بیت اللہ الحرام میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نازل نہ ہونے کی کیا حکمت ہے؟ پھر مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ بیت اللہ اُس وقت بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس طرح وہ صاحبین کا مرکز بن چکا تھا۔ اگر پہلی وحی نبی اکرم ﷺ کی مسیّر حرام میں موجودگی کی صورت میں نازل ہوتی تو صاحبین سے اشتباہ پیدا ہو سکتا تھا، جب کہ غار جازرا وہ مقام ہے، جہاں قریش کے لوگ یکسوئی سے اللہ کی عبادت کرنے کے لیے بڑی جدوجہد سے اس غار میں پہنچتے تھے اور تنہائی میں اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ اس لیے ملت ابراہیمیہ حنیفیہ کو زندہ کرنے کے لیے پہلی وحی کا نزول اُس مقام غار جازرا ہوا، تاکہ اس علم کا صاحبین سے اشتباہ اور التباس پیدا نہ ہو۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا میں امت مسلمہ کی تشکیل کے لیے رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل چار بنیادی امور اور فرانس بھی بیان کر دیے گئے:

- 1- يَتَّخِذُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِكُمْ (کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں): سچی اور فرماں بردار جماعت بنانے کے لیے ضروری ہے کہ علی الاعلان انسانوں کے سامنے اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات اور پیغام الہی کو پڑھا جائے۔ تلاوت کے نور سے اُن کے قلوب کو منور کیا جائے۔ اس طرح اللہ کا بنیادی پیغام اور تعلیمات انسانیت تک پہنچائی جائیں۔
- 2- وَ يَعْلَمُوهُمُ الْكِتَابَ (اور سکھلاؤ ان کو کتاب): اس کے بعد انسانی معاشرہ کی تشکیل کے لیے جو قانون اس کتاب مقدس میں بیان کیا ہے، اُس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ شرعی قوانین اور ضابطوں کو سمجھ بغیر امت مسلمہ کی تعمیر و تشکیل اور اجتماعی ذمہ داریوں کی ادائیگی ممکن نہیں ہے۔
- 3- وَ يُعَلِّمُوهُمُ الْحِكْمَةَ (اور سکھلائے اُن کو) (تہ کی باتیں): ایسی حکمت نظری و عملی سکھائی جائے کہ جس کے ذریعے سے ملت ابراہیمیہ حنیفیہ کا علمی اور عملی نظام اور اجتماعی سیاسی طاقت قوت پیدا ہو، تاکہ قوانین الہی کے مطابق نظام قائم ہو۔
- 4- وَ يُزَكِّهِمْ (اور پاک کرے ان کو): ملت حنیفیہ کی ظاہری تعلیم اور غالب حکمت عملی کے ساتھ ساتھ اُن کے دلوں کی صفائی، اخلاقی تزکیہ اور خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کام کرنے کا ذہنی سلیقہ اور قلبی جذبہ بیدار کرنا بھی ضروری ہے۔

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (بے شک تُو ہی ہے بہت زبردست، بڑی حکمت والا): یہاں ذات باری تعالیٰ کے دو بنیادی اوصاف کا تذکرہ ہے: العزیز: ایسی زبردست طاقت و رزات جو اپنی فرماں بردار امت مسلمہ کی تشکیل کی راہ میں ہر رکاوٹ کو دور کرنے والی ہے۔ اور الحکیم: جو بڑی حکمت سے حنیفیت کو غالب کرنے والا ہے۔

امت مسلمہ کے تشکیلی امور؛ دعائے ابراہیمی کے تناظر میں

گزشتہ آیات (2- البقرہ: 126-127) میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اُن دعاؤں کا ذکر تھا، جو انھوں نے مکہ مکرمہ کی مرکزیت، اُس کے پُر امن شہری نظام اور بیت اللہ الحرام کی تعمیر و ترقی اور تطہیر کے لیے کی تھیں۔

ان آیات (2- البقرہ: 128-129) میں ان حضرات کی اُن دعاؤں کا ذکر ہے، جو اس مقدس مرکز اور پُر امن سرزمین میں امت مسلمہ کی تشکیل، بنیادی امور و فرائض اور اُن کی تعلیم و تربیت سے متعلق ہیں، تاکہ انسانیت کے لیے کام کرنے والی جماعت تیار ہو۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَدِّنَا مَعَ سَائِرِ بَنِي آدَمَ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الرَّحِيمُ الرَّحِيمُ (اے پروردگار ہمارے! اور کر ہم کو حکم بردار بنا، اور ہماری اولاد میں بھی کراہی جماعت فرماں بردار اپنی، اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے، اور ہم کو معاف کر، بے شک تُو ہی ہے تو یہ قبول کرنے والا، مہربان): اس دعا میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اپنے آپ کو خاص اللہ تبارک و تعالیٰ کی فرماں برداری اور ملت ابراہیمیہ حنیفیہ کے بنیادی امور کے تسلیم و رضا کا ذکر کیا ہے۔ پھر اپنی اولاد میں ایک ایسی جماعت اور امت مسلمہ کی تشکیل کی دعا ہے، جو اس ملت کے بنیادی اساسی اصولوں کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر قائم کرنے کے لیے کردار ادا کرے اور خیر امت بن کر کل انسانیت کی فلاح و بہبود کی جدوجہد کرے۔ اس کے لیے ملت حنیفیہ کے بنیادی امور پنی مناسک سیکھنے اور اس سلسلے میں غفلت سے ہوجانے والی غلطیوں سے توبہ کی قبولیت کی درخواست ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں کہ: ”حضرات انبیا علیہم السلام اور اُن کے تبعین دنیا بھر میں ستارہ پرست اور آتش پرست صاحبین کی ہدایت کے لیے ہمیشہ سے کام کرتے رہے ہیں، لیکن جب لوگ اُن کا انکار کرتے تو یہ حضرات انبیا علیہم السلام اور اُن کے تبعین حرم ملی میں آکر پناہ لیتے اور بیت اللہ الحرام کو آباد کرتے تھے۔ اس طرح ہزاروں انبیا اور نیک انسانوں کی اس سرزمین میں آمد کی وجہ سے اس قطعہ زمین میں یہ استعداد پیدا ہوئی کہ یہ دنیا بھر کی قوموں کے مسلمانوں پر مشتمل حنیفین کی اجتماع گاہ اور جامع الأمم بن گئی۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ الحرام کے اردگرد سینکڑوں انبیا مدفون ہیں۔ عرفات اور اُس کے اردگرد موجود صحرائی میدان قوموں کے ایسے افراد کے معابد اور مقابر سے بھرے ہوئے ہیں، جو حنیفیت کی طرف جھکاؤ اور میلان رکھتے تھے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت مسلمہ سے متعلق دعا کی اہمیت اس حوالے سے بھی ہے کہ ایسی جامع الأمم سرزمین میں کل انسانیت کے فائدے کے لیے کام کرنے والی امت مسلمہ کی تشکیل کی استعداد پیدا ہوگی۔ ان حضرات کی یہ دعا اس طرح قبول ہوئی کہ قضی بن کلاب کے زمانے میں قریش کے تمام قبائل ایک جگہ جمع ہو گئے، جب کہ وہ



صحابہ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال



دینی حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

حضرت ابو امامہ صدیقی بن عبدالان باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خوش قسمت بزرگوں میں سے ہیں، جنہوں نے اسلام کی دعوت اُس وقت قبول کی، جب سماج پر مسلط اجارہ دار تو تیس حقائق کو مسخ کرتی اور ذہنوں کو پس ماندہ بنا دیا کرتی ہیں اور عوام حق و باطل کی تیز تھول جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں قبول اسلام کے بعد حضور اکرم ﷺ نے آپ کو اپنے قبیلہ میں دعوت اسلام کے لیے بھیجا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو اس وقت اہل قبیلہ اونٹوں کو پانی پلانے کے بعد ان کا دودھ دوہ کر پی رہے تھے۔ حضرت ابو امامہ کو آتے دیکھا تو مر جا خوش آمدید کہہ کر استقبال کیا۔ قبیلہ میں آپ کے اسلام قبول کرنے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ استقبال کے بعد آپ سے سب سے پہلا سوال یہ ہوا کہ: ہم نے سنا ہے کہ اس شخص محمد کے ساتھ تم بھی بے دین ہو گئے ہو؟ حضرت ابو امامہ نے جواب دیا: نہیں! میں بے دین تو نہیں ہوا، ہاں! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور رسول اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے، تاکہ تمہارے سامنے اسلام۔ جو دینِ فطرت ہے۔ کی تعلیمات پیش کروں۔

ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ قبیلہ کے بعض لوگ ایک بڑے پیالے میں خون لائے۔ سب حاضرین بڑے ذوق و شوق سے کھانے لگے۔ ابو امامہ کو بھی دعوت دی۔ انہوں نے کہا: تم لوگوں پر افسوس ہوتا ہے کہ اس دورِ جہالت میں ہو۔ میں اس شخص کے پاس سے ہو کر آ رہا ہوں، جس نے بہ حکم خدا اس چیز کو حرام قرار دیا ہے۔ لوگوں نے وہ حکم پوچھا تو حضرت ابو امامہ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ: ”تم پر مردہ جانور اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام قرار دیا گیا، مگر وہ جانور جن کو تم ذبح کر کے استعمال کرو“۔ (5- المائدہ: 3) یہ آیت سنانے کے بعد آپ نے دین حق کی تبلیغ شروع کر دی۔ اس کا جواب انکار کی صورت میں ملا۔ حضرت ابو امامہ کو بیاس لگی تو آپ نے پانی مانگا، لیکن دعوت اسلام کے بعد ہی تمام قبیلہ ان سے پھر گیا اور جنہوں نے تھوڑی دیر پہلے مرحبا کہا تھا، انھیں کی جانب سے جواب ملا کہ تم تڑپ تڑپ کر مر جاؤ، مگر تم کو پانی کا ایک قطرہ نہیں مل سکتا۔ یہ خشتک جواب سن کر حضرت ابو امامہ پتی ہوئی ریت پر سو گئے۔ خواب میں قدرت الہی نے دودھ سے سیراب کر دیا۔ سو کر اٹھے تو قبیلہ والے اپنی بدحلتی پر باتیں کر رہے تھے کہ تمہارے سرداروں میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا اور تم نے دودھ اور خرمن تک سے اس کی تواضع نہ کی۔ اس احساس کے بعد اہل قبیلہ نے ان کے سامنے دودھ اور خرمن پیش کیا، مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ: ”خدا نے مجھے سیراب کر دیا“۔ حافظ ابن حجر کی روایت کے مطابق آپ کا قبیلہ بالآخر آپ ہی کی کوششوں سے اسلام میں داخل ہوا۔

حضرت ابو امامہ سے 250 احادیث نبویہ مروی ہیں۔ 5 صحیح البخاری اور 3 صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت ابو امامہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد مصر میں سکونت اختیار کی۔ پھر شام کے شہر حمص میں آگئے اور وہیں 81ھ میں وفات پائی۔ شام نقل مکانی کرنے والے صحابہ میں سب سے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔

رمضان المبارک:

جہنم سے آزادی کا مہینہ

عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عَقْبَاءَ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ“. (سنن ابن ماجه، 1643)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ ہر فطرت کے وقت کچھ لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرماتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہرات میں ہوتا ہے۔“)

ماہ رمضان المبارک میں ہر فطرتی کے وقت اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے معافی کا اعلان فرماتے ہیں۔ روزہ انسان میں اس وصف کی عادت پیدا کرتا ہے، جو اسے خدا کی نافرمانی سے دور لے جاتی ہے اور اللہ کے قُرب کی طرف مائل کرتی ہے۔ انسان ایسے اعمال اور ایسا طرز زندگی اپناتا ہے، جس سے خدا راضی ہوتا ہے۔ انسان کا گناہ کی طرف میلان اور عملِ صالح سے گریز کا بنیادی سبب: جسمانی طاقت کی بے اعتدالی ہے۔ روزے میں بھوک پیاس کی وجہ سے انسان میں یہ طاقت کمزور ہوجاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں انسان میں گناہوں سے بیزاری کا احساس تقویت پاتا ہے اور روحانیت میں تازگی آتی ہے۔ یہ کیفیت قلب و دماغ کو خدا کی طرف توجہ کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس سے نیکی کی جڑ پیدا ہوتی ہے اور انسان میں ایسی جو جہنم لیتی ہے جو اسے زندگی بھر راہ ہدایت پر قائم رہنے میں مددگار بناتی ہے۔ اگر انسان روزے کی حالت میں یہ پائیدار عزم قائم کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے کہ میں نے اسی راہ پر زندگی گزارنی ہے اور پورا مہینہ ریاضت کے ذریعے اس کی جڑ انسان کے دل و دماغ میں جگہ پالیتی ہے کہ وہ ہمیشہ روزے کی اسی حالت میں رہے گا تو یہ مغفرت اور ہدایت کا راستہ ہے۔

اس کے برعکس وہ لوگ جو روزے نہیں رکھتے، یا روزے تو رکھتے ہیں، مگر روزے کے دوران ذہنی طور پر لا پرواہ اور قلبی طور پر غفلت کا شکار رہتے ہیں تو وہ اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص کہ جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں“۔ (رواہ بخاری) اس شخص نے چون کہ روزے کا تقاضا پورا نہ کیا تو روزے کے نتائج سے محروم ہو گیا۔ ایک مفصل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک موقع پر منبر مبارک پر چڑھے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ: ”جس نے رمضان کو پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی تو وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا“۔ (الأدب المفرد للبخاری)

گویا ماہ رمضان المبارک میں روزہ دار اگر احتیاطی تدابیر بروئے کار لائے تو اسے مغفرت نصیب ہوجاتی ہے، اور اگر غفلت کا شکار رہے تو پھر نتیجہ برعکس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کے روزوں کو پوری توجہ اور جہت سے رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق مفید بنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین!)



مالی استحصالی اداروں کے انتخابات حکمرانوں کی خریب گش پالیسی

اس کے بالکل برعکس ہے۔ حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ عوام جب ضروریات زندگی خریدنے بازار جاتے ہیں تو انھیں ان کے دعوؤں کے برعکس آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہے، جو حکمرانوں کے جھوٹ کو بے نقاب کر رہا ہوتا ہے۔ معیشت کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ عام آدمی کے لیے دو وقت کی روٹی پوری کرنا مشکل ہو چکا ہے۔ افراط زر میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، مہنگائی عروج پر ہے اور بے روزگاری کا طوفان تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ اگر واقعی ترقی ہو رہی ہے تو پھر یہ ترقی کہاں ہے؟ پاکستانی روپیہ مسلسل گراؤ کا شکار کیوں ہے؟ حکومتی دعوؤں کے علی الرغم زمینی حقیقت یہ ہے کہ ملک قرضوں کی دلدل میں پھنستا جا رہا ہے۔ آئی ایم ایف کی شرائط پر عمل درآمد کے باوجود حکومت مزید قرضے لینے پر مجبور ہے۔ جو لوگ روزانہ اجرت پر کام کرتے ہیں، ان کے لیے زندگی مزید دشوار ہو گئی ہے۔ بجلی اور گیس کے نرخوں میں اضافہ عام آدمی کی کمر توڑ چکا ہے۔ تعلیم اور صحت جیسے بنیادی شعبے بھی زبوں حالی کا شکار ہیں۔ اس سب کے باوجود نہ جانے حکمران طبقہ معاشی ترقی اور خوش حالی کی نوید کیوں بنا رہا ہے؟ خیال آتا ہے کہ شاید حکمران طبقہ صرف اشرافیہ کی ترقی کی بات کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مخصوص طبقہ اس نظام میں ضرور خوش حال ہوا ہے۔

اسی دوران پنجاب میں تجاویزات کے خاتمے کے نام پر جو آپریشن جاری ہے، وہ ایک اور سنگین واردات ہے۔ اس آپریشن میں سرکاری مشینری کا نشانہ بننے والے زیادہ تر وہ غریب لوگ ہیں، جو خانچے لگا کر، یا چھوٹے موٹے کاروبار کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ ان غریبوں کے پاس پہلے ہی روزگار کے محدود مواقع ہوتے ہیں اور جو کچھ بھی وہ محنت سے کماتے ہیں، اب اس کے وسائل اور مواقع بھی ان سے چھینے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف بڑی بڑی باؤسنگ سوسائٹیاں اور قبضہ مافیا کھلے عام زمینوں پر قابض ہیں، مگر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی، بلکہ یہ مافیا سرسبز علاقوں کو رہائشی منصوبے کے نام پر نکلے جا رہے اور اس میں میڈیا مالکان اور سیاسی جماعتوں کے اثر و رسوخ رکھنے والے افراد کی اکثریت ہے۔ سو! جس حکومت نے روزگار دینے کا وعدہ کیا تھا، وہی اب غریبوں کا واحد ذریعہ معاش بھی چھین رہی ہے۔

یہ سب کچھ پاکستانی حکمرانوں کی کھلی دو عملی اور غریب گش کو بے نقاب کر رہا ہے۔ وہ عوام کے خیر خواہ بننے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، مگر حقیقت میں ان کے اقدامات، غریب دشمنی پر مبنی ہیں۔ موجودہ حکمرانوں کی پالیسیاں کھوکھلے نعروں کے سوا کچھ نہیں۔ ان کے ترقی کے دعوے ایک سراب ہیں، جب کہ حقیقت میں ملک کی معیشت دیوالیہ ہونے کے قریب ہے۔ آئی ایم ایف کی مداخلت اور عدلیہ سمیت دیگر اداروں تک ان کی رسائی ہماری خود مختاری کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ گو یا برطانوی نوآبادیاتی دور کے بعد ہم امریکی جدید نوآبادیاتی دور میں جی رہے ہیں۔ برطانوی نوآبادیاتی دور میں وائسرائے ہند کو برطانیہ سے بھیجا جاتا تھا، اس نظام میں ہماری ہی قوم کے لاتعداد "وائسرائے" اس نظام کو مقامی طور پر دستیاب ہیں۔ قومی غیرت کی یہ حالت ہے کہ ہماری سیاسی جماعتوں کے گرگ باران دیدہ ان کے وائسرائے بننے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہائے افسوس ع

حمیت نام ہے جس کا، گنگی تیور کے گھر سے

(مدیر)

گزشتہ مہینے ہم نے پاکستان کی خود مختاری کو درپیش چیلنجز بارے امریکی انتخابات، خاص طور پر ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت کے تناظر میں چند گزارشات پیش کی تھیں۔ اس میں عرض کیا گیا تھا کہ پاکستان کی حکومت اور اپوزیشن دونوں کی نظریں بیرونی طاقتوں کی خوشنودی پر مرکوز ہیں اور وہ ملکی مسائل کے حقیقی حل کے بجائے امریکی ایوانوں میں اپنی پذیرائی حاصل کرنے کی تگ و تاز میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسی رویے کی ابھی تازہ مثال فروری کے مہینے میں آئی ایم ایف کے وفد کا پاکستان میں مختلف ریاستی اداروں تک رسائی حاصل کرنا اور یہاں تک کہ چیف جسٹس آف پاکستان سے ملاقات کرنا ہے۔ یہ صرف ایک ملاقات نہیں، بلکہ پاکستان کی خود مختاری پر ایک کاری ضرب ہے۔ پاکستانی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ ہماری قومی خود مختاری کے پاؤں کی بیڑیاں صرف سیاسی معاملات تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ہماری پالیسیوں پر بھی مہر تصدیق عالمی معاشی اداروں کے ایوانوں سے لگتی ہے۔

آئی ایم ایف کے وفد کی ہمارے ملک کے تقریباً انیس ریاستی اداروں تک براہ راست رسائی ہماری غلامی کے بہت سے گوشوں کو بے نقاب کر رہی ہے، جس سے یہ امر بہ خوبی واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستان کے عدالتی اور انتظامی اداروں کی اقتصادی خود مختاری بھی کب کی گروی رکھی جا چکی ہے۔ جس طرح ہمارے سیاسی رہنما امریکی سیاست میں تبدیلیوں سے اپنی قسمت وابستہ کرنے کے خواہاں ہیں، اسی طرح وہ معاشی فیصلے بھی عالمی مالیاتی اداروں کے رحم و کرم اور ان کے مفادات پر چھوڑ چکے ہیں۔ یہ طرز عمل اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ہماری نام نہاد سیاسی قیادت۔ چاہے وہ حکومت میں ہو یا اپوزیشن میں۔ نہ صرف قومی خود مختاری کی حقیقی اہمیت سے نا بلند ہے، بلکہ وہ اس کو بین الاقوامی مفادات کے عوض مزید کمزور کرنے پر ہمہ وقت آمادہ نظر آتی ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارا حکمران طبقہ قومی خود مختاری کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینے کے بجائے خود ہی بیرونی قوتوں کی مداخلت کی راہ ہموار کرتا رہا ہے۔

مزید برآں موجودہ حکمران اپنے دست نگر اور چالپوس میڈیا میں بار بار ترقی اور خوش حالی کے بلند و بانگ دعوے کرتے تھکتے نہیں۔ ان کے بیانات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ملک میں دودھ شہد کی نہریں جاری ہو چکی ہیں اور معاشی استحکام آچکا ہے۔ عوام خوش حال ہو چکے ہیں اور ہر طرف عوام میں پاکستان کی خوش حالی کے چرچے ہیں، مگر حقیقت

قلب اور نفس) ہوتی ہیں، لیکن اُن کی ”عقل“ انتہائی درجے میں اُن کے ”قلب“ اور ”نفس“ کے سامنے مغلوب رہتی ہے۔ اس لیے انھیں کسی قانون، دستور اور شریعت کا پابند نہیں بنایا گیا۔ اور نہ ہی وہ ملاءِ اعلیٰ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

اور یہی مطلب ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس قول کا کہ:

”ہم نے آدم کی اولاد کو معزز اور مکرم بنایا ہے اور اُن کو ہم نے دریاؤں اور خشکی میں سوار کر لیا ہے۔ اور ہم نے اُن کو پاکیزہ رزق دیا ہے۔ اور ہم نے انھیں بہت سی مخلوقات پر بہت زیادہ فضیلت عطا کی ہے“۔ (17- بنی اسرائیل: 70)

(انسانوں کی چار اقسام)

یہ قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے کہ انسان:

1- اگر اس کی عقل اُن سچے اور حق عقائد کی فرماں بردار اور تابع ہے، جو ایسے سچے لوگوں (انبیاء علیہم السلام) سے ماخوذ کیے گئے ہوں، جنہیں انھوں نے ملاءِ اعلیٰ سے حاصل کیا ہے، تو ایسا انسان برحق طور پر سچا مؤمن ہے۔

2- اسی کے ساتھ اگر ایسے انسان کو ملاءِ اعلیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا طریقہ حاصل ہے اور بغیر کسی واسطے کے وہ ملاءِ اعلیٰ سے علوم حاصل کرتا ہے، تو اُس میں نبوت کا ایک شعبہ اور اُس کی میراث پائی جاتی ہے۔ یہی مطلب ہے آپ ﷺ کی اس حدیث کا کہ: ”سچا خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیل لیس واں حصہ ہے“۔ (متفق علیہ،

مشکوٰۃ، کتاب الریاء، حدیث: 6408)

(حضرت سندھیؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ: ”اس سے معلوم ہوا کہ ملاءِ اعلیٰ سے علوم حاصل کرنا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے، بلکہ اُن کے علاوہ لوگوں کے لیے بھی وہاں سے علوم حاصل کرنا ممکن ہے“۔)

3- اور اگر اس انسان کی عقل ایسے گمراہ عقائد کے تابع اور فرماں بردار ہے، جو گمراہ اور باطل لوگوں سے ماخوذ کیے گئے ہیں تو ایسا انسان ملحد اور گمراہ ہے۔

4- اور اگر اس کی عقل اپنی قوم کی رسومات اور اُس کے نظام کی تابع فرمان ہو اور اُن چیزوں کی پابندی کرتی ہو، جسے اُس نے اپنے تجربے اور حکمتِ عملی سے معلوم کیا ہے تو ایسا انسان اللہ کے دین سے ناواقف اور جاہل ہے۔

(کامل انسانوں پر کتاب الہی کے نزول کی اہمیت)

جب انسانوں کا معاملہ ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت میں یہ بات لازمی قرار پائی:

1- یہ کہ ایک کتاب ایسے (کامل) انسان پر نازل کرے جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ پاکیزہ، سب سے زیادہ کامل اور ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہو اور پھر اُس پر اعلیٰ درجے کی رائے رکھنے والے لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو جائے، تاکہ اُس کے دیے گئے احکامات دور دراز تک پھیل کر مشہور ہو جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”تاکہ جو ہلاک ہو، وہ دلائل کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ دلائل کی بنیاد پر زندگی حاصل کرے“۔ (8- الانفال: 42)

2- اور یہ کہ یہ نبی۔ صَلَوَاتُ اللہِ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِ۔ اُن کے سامنے صفتِ احسان کے طریقے بیان کرے اور وہ ”مقامات“۔ جو اُس کے ثمرات اور فوائد میں سے ہیں۔ خوب

اچھی طرح بیان کرے۔۔۔“ (ابواب الاحسان، باب: 4، المقامات والاحوال)



علم الاحسان میں ”مقامات“ و ”احوال“ کیسے پیدا ہوتے ہیں؟

(امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس باب (4) کے شروع میں لکھا تھا کہ علم الاحسان کے مقامات اور سلاک کی کیفیات اور احوال سے متعلق احادیث کی تشریح کے لیے دو مقامات سمجھنا ضروری تھے۔ شاہ صاحب نے پہلے مقدمے میں عقل، قلب اور نفس کے ثبوت پر نقلی، عقلی، تجرباتی اور عقلا کے اتفاقی دلائل پیش کیے۔ اب یہاں سے دوسرا مقدمہ بیان کرتے ہیں، جس میں ان تینوں لطائف سے ”مقامات“ کیسے پیدا ہوتے ہیں اور ”احوال“ کی کیفیات کیا ہوتی ہیں۔)

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ”حُجَّةُ اللہِ البَالِغِہ“ میں فرماتے ہیں:

(انسانِ کامل کی حقیقت)

”جاننا چاہیے کہ وہ کامل انسان (انبیاء علیہم السلام) جن کی جسمانی ساخت کے تمام مادے اور رُوح کی تمام قوتیں نوعِ انسانیت کے تمام احکامات کے ظہور میں کامل اور وافر ہوں۔ ایسے انسان طبعی اور فطری طور پر تمام افراد کے رہنما ہوتے ہیں۔ اور وہ انسانیت کا ایسا معیار اور دستور ہوتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر باقی تمام انسانی افراد کے بارے میں، انسانیت کے اعلیٰ معیار سے قریب یا دور ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

(حضرت مولانا عبد اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں: ”دستور“ سے مراد وہ قانون اور شریعت ہے کہ جسے انسان اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتا ہے، اور اُس کی ہدایات کے مطابق عمل کرتا ہے، تاکہ عملی طور پر وہ ادھر ادھر نہ بھٹکے اور اُس قانون اور شریعت سے ہی سوسائٹی کی صلاح اور فساد اور ان دونوں کے معیارات سمجھے جاتے ہیں۔)

کامل انسان وہ ہیں:

☆ جن کی ”عقل“ اُن کے ”قلب“ پر غالب ہوتی ہے۔ نیز اُن کا ”قلب“ انتہائی قوی اور اُن کی قلبی قوتیں آپس میں گندھی ہوئی اور اعلیٰ درجے کا سیوغ رکھتی ہیں۔

☆ اور اُن کا ”قلب“ اُن کے ”نفس“ پر قابو اور غالب ہوتا ہے۔ نیز اُن کے ”نفس“ کی شدت اور اُس کے تقاضے بھی بھرپور طور پر کام کر رہے ہوں۔

یہ وہ کامل انسان ہوتے ہیں، جن کے اخلاق اعلیٰ درجے میں کامل ہوتے ہیں اور اُن کی فطرت انتہائی قوی ہوتی ہے۔ ان کامل انسانوں سے کم درجے کے انسانی افراد کی بہت سے درجات پر مشتمل کئی قسمیں ہیں، جنہیں صحیح طور و فکر کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔

(بے زبان جانوروں کی حقیقت)

جہاں تک بے زبان جانوروں کا تعلق ہے تو اُن میں بھی یہ تینوں قوتیں (عقل،

معاشی بحالی کے نعرے اور گزشتہ سال

اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ دو سالوں میں مجموعی طور پر کچھ اہم معاشی سنگ میل حاصل کیے جا چکے ہیں، جن میں سب سے اہم؛ عالمی تجارتی خسارے میں کمی اور اس حوالے سے ادائیگیوں کے توازن میں مثبت تبدیلی تھی۔ اس کی وجہ سے ڈالر کی قیمت 280 روپے کے آس پاس ہی رہی اور اس تبدیلی نے بالآخر مقامی خسارے میں اضافے کی رفتار کو قدرے کم کیا۔ یوں دھیرے دھیرے گرانی میں اضافے کی رفتار بھی کم ہوتی چلی گئی۔ ان تبدیلیوں کو کس قیمت پر حاصل کیا گیا ہے؟ اس پر بحث گزشتہ سالوں میں کی جاتی رہی ہے۔

آج حال یہ ہے کہ اس گرانی کی ہمیں عادت ہی ہو چلی ہے۔ آج سے پانچ سال پہلے جن اعشاریوں کو مجال سمجھا جاتا تھا، اب معمولی لگنے لگے ہیں۔ انتہا تو یہ ہے کہ جس تباہی سے ہمارا سماج گزر چکا، اس کا ادراک ابھی سب کو نہیں ہوا۔ چنانچہ اس مدت کے دوران قومی معیشت کی شرح نمو ایک فی صد سے بھی کم رہی اور ٹیکس ٹارگٹ پورے کرنے کے لیے نئے ٹیکس متعارف کروائے گئے، لیکن بات پھر بھی نہ بنی۔

مالی سال 2024-25ء میں خدشہ ہے کہ 129.3 کھرب روپے کے ہدف سے 10 کھرب روپے کم ہی وصولی کی جاسکے گی۔ دوسری طرف حکومتی عمل داری میں چلنے والے ادارے صرف گزشتہ ایک سال میں قریباً 10 کھرب روپے کا نقصان کر چکے ہیں، جسے قرض، سبسڈی اور گرانٹس کے ذریعے پورا کیا جا رہا ہے۔ زرعی پیداوار ارسال 2023-24ء میں بہتر رہی، جب کہ موجودہ سال کے دوران صرف ایک فی صد نمو دکھا سکا۔ گویا زرعی اجناس کی درآمدات کا بوجھ سر پر کھڑا ہے۔ پاکستان پر قرض کی صورت حال بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر گزشتہ بیس سالوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حالات کب کے ہمارے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ درج ذیل چارٹ سے یہ واضح ہے کہ جس دلدل میں ہم پھنس چکے ہیں، اس میں سے نکلنا ناممکن ہو چکا ہے:

| کھرب روپے سال | بجٹ خسارہ | اندرونی قرض | بیرونی قرض | کل قرض |
|---------------|-----------|-------------|------------|--------|
| 2005ء | 2.8 | 21.3 | 20.4 | 41.7 |
| 2010ء | 9.3 | 46.5 | 46.6 | 93.1 |
| 2015ء | 14.6 | 121.9 | 62.0 | 183.9 |
| 2020ء | 16.9 | 232.8 | 160.0 | 392.8 |
| 2025ء متوقع | 36.2 | 550.5 | 368.1 | 918.6 |

تجارتی خسارے کو کم کرنے کی حکمت عملی اس قدر بھونڈے انداز میں بنائی گئی کہ معیشت کی شرح نمو کو بُری طرح دھچکا لگا۔ طاقت ور اور سفارش شیوں کو تو درآمدات میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، لیکن حقیقی کام کرنے والے اپنے کاروبار برباد کر بیٹھے۔ اس پر ڈہائی دی گئی تو ہمارے آزاد گورنر سٹیٹ بینک اور وزیر خزانہ نے کہا کہ ابھی ہمیں شرح نمو کو کم رکھنا ہے تاکہ تجارتی خسارہ بڑھنے نہ پائے۔ سب بیچھے ہٹ جاؤ! یہ سب میں ٹھیک کردوں گا! کے ماسلیخو لیہ میں بتلا ہماری مقتدرہ کے سرکردہ کرداروں نے تمام زور لگا کر دیکھ لیے، لیکن ہماری معاشی حالت ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ ناقص معاشی کارکردگی کو ہمیشہ کی طرح اعداد و شمار کی ملع کاری Legaly illegal Financial Reporting یعنی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے بنیادی اصولوں سے انحراف کی بنیاد پر معاشی رپورٹنگ کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ یہ پاکستان کا داخلی مسئلہ ہوتا تو قانون راستے کی رکاوٹ نہیں تھا، لیکن یہاں تو نئے آقا کے نمائندے کے طور پر آئی ایم ایف سر پر کھڑا ہے۔ اس دفعہ اپنی نوکری بچانے کے لیے آئی ایم ایف کے عملے پر بھی قاعدے سے چلنے کا گمان ہے اور قاعدہ یہ کہتا ہے کہ اگر آمدن نہیں بڑھ سکتی تو اخراجات کم کرو۔ یوں ہماری مقتدرہ کے ہر دل عزیز حکومتی اداروں کو اوانے پونے بیچنے کا عمل اب ممکن ہوگا اور دوسری طرف دفاع اور ترقیاتی اخراجات میں کمی بھی لازم ہوگی۔

آئی ایم ایف کا یہ وفد اصل جائزہ گروپ کا ہر اوّل دستہ ہے، جو زمینی حقائق کے جائزے کے لیے آیا ہے۔ قرض سے متعلق معاہدات کی شرائط عموماً طویل ہوتی ہیں اور ان میں قرض دہندہ ایسی ایسی شقیں ڈالتا ہے کہ خدا کی پناہ! گمان ہوتا ہے کہ غلامی کا معاہدہ عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اب قرض کا متقاضی احتجاج کرے تو اسے راستہ ناپنے کو کہا جاتا ہے۔ اس لیے عافیت اسی میں جانی جاتی ہے کہ اس پر دستخط کر دیے جائیں۔

اب اس معاہدے کی روشنی میں عدالتی نظام، مرکزی بینک، مالیاتی نظام بالخصوص منی لانڈرنگ، سٹاک ایکسچینج، الیکشن کمیشن وغیرہ کا جائزہ لیا جائے گا۔ تجربہ یہ کہتا ہے کہ ملک عزیز سے کوئی بڑا کام لینا ہے، کیوں کہ ایران کا مسئلہ ابھی باقی ہے۔ اگر ایران بھارت جیسی مقامی قوتوں کی مدد سے اس تنازعے کو نائلے میں کامیاب رہا تو پھر ہمارے حکمرانوں کا لٹھ پانی محدود ہو جائے گا، بہ صورت دیگر خطے کو لگام ڈالنے میں ہمیشہ سے اپنا ایک مقام رہا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں حالیہ واقعات ایران کی مستقل جنگی حکمت عملی کے اختتام کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ایسے ہی یوکرین کی جنگ بھی بہ تدریج انجام کو پہنچ رہی ہے۔ اگر یہاں امن قائم کرنے کی کوششیں بار آور ہو جاتی ہیں تو ہماری مقتدرہ کو بقا کے لیے غیر معمولی اقدامات اٹھانے ہوں گے۔ کیوں کہ اب جنگ ہو یا امن، اس قرضے کے بھنڈا کو اتارنے کے لیے کام یوں نہیں چلے گا اور ہماری ہر لحظہ بڑھتی ہوئی آبادی بے روزگاروں کی ایک فوج کو جنم دیتی رہے گی، جسے روزگار دینے کے لیے معیشت میں حقیقی شرح نمو میں کم از کم چھ فی صد کا اضافہ لازم ہے۔



خوش خبری

قیامِ رمضان المبارک
۱۴۴۶ھ / 2025ء

اس مہینے سے رحمتوں اور برکتوں والا ماہِ رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں پوری یکسوئی کے ساتھ توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے بڑا اکتیس سمجھتے ہیں۔ مشائخِ رائے پورا اور ان سے تعلق رکھنے والے احباب کا گزشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں رجوع الی اللہ اور سالکین و طالبین کی تربیت کے لیے اجتماعی طور پر کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں اپنی روحانی تربیت کے حوالے سے ذکر و فکر، تزکیہ عمل اور تصفیہ باطن کا نہایت درجہ اہتمام کرتے رہے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہ سمیت تمام مشائخِ رائے پور اپنی تمام عمر اس معمول پر مسلسل عمل پیرا رہے۔ انھیں حضراتِ مشائخ کے معمول کے مطابق ان کے جانشین اور موجودہ مسند نشین خانقاہ عالیہ رجمیہ رائے پور حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالحق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ ماہِ رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ (یکم تا 30 مارچ 2025ء)

ادارہ رجمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔ ان کے ساتھ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے خلفائے کرام، حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمن، حضرت مولانا مفتی عبدالستین نعمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مظاہم العالی اور دیگر سینئر حضرات بھی قیامِ رمضان المبارک کے معمولات میں شریک ہوں گے اور احباب کی رہنمائی کریں گے۔

ملک بھر سے تعلق رکھنے والے احباب اپنی اخلاقی و روحانی اور علمی و شعوری ترقی کے لیے اس ماہِ مبارک کے دوران مشائخِ رائے پور کی معیت و صحبت میں روحانی اجتماع کے تربیتی معمولات اور مجالس علم و عرفان میں استفادے کے ذریعے رضائے الہی اور دُنیوی اور اخروی کامیابی کے حصول کے لیے کوشاں ہوں گے۔

ادارہ رجمیہ کے ریجنل مراکز میں معمولاتِ ماہِ رمضان: گزشتہ سالوں کی طرح حسب معمول اس سال بھی ادارہ رجمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے تمام ریجنل کمپنرس، کراچی، سکھر، ملتان، صادق آباد، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ میں بھی ماہِ رمضان المبارک کے معمولات حسب معمول جاری رہیں گے۔

نوٹ: ادارہ رجمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیامِ رمضان المبارک کے حوالے سے مناسب انتظامی درہائے ہدایات سے بروقت آگاہ کر دیا جائے گا۔

احباب دفتر انتظامیہ سے رابطے میں رہیں:

رابطہ نمبر: 0321-6455369

اسلامی دورگی
مقابل فراموش شخصیات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

سلطنت عثمانیہ کے بانی و مؤسس

سلطنت عثمانیہ جو اپنے بانی اور پہلے فرماں روا کی طرف منسوب ہے، جس نے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو تقریباً ڈیڑھ سو برس کے بعد دنیا کی بڑی سلطنتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور پھر تین سو برس کے اندر عثمانی سلطنت دنیا کی سب سے بڑی اور عظیم الشان سلطنت بن گئی اور تین براعظموں: ایشیا، یورپ اور افریقا کے وسیع حصوں پر قائم ہوئی۔ یہ عجیب اتفاق ہے، یا اسے حسن اتفاق کہیے کہ جس سال یعنی ۶۵۶ھ / 1258ء میں ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اور سقوطِ بغداد ہوا، جو کہ مسلمانوں کے لیے عظیم سانحہ تھا، اسی سال ارطغرل کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ والدین نے اس کا نام عثمان رکھا۔ گویا یوں کہیے کہ ایک طرف مسلمانوں کی عزت و عظمت اور شان و شوکت کا سورج غروب ہو رہا تھا تو دوسری طرف ملتِ اسلامیہ کے عروج کا سبب بننے والے عثمان خان کی پیدائش ہو رہی تھی۔ یہی عثمان سلطنتِ عثمانیہ کے بانی اور مؤسس ہیں۔

جب سلجوقی خاندان کا اقتدار ختم ہو رہا تھا تو تاتاریوں نے ایشیائے کوچک (اناطولیہ اور اس کے گرد و نواح کو لاطینی میں ایشیائے کوچک اور انگریزی میں Asia Minor کہتے ہیں اور اناطولیہ مغربی ایشیا کا ایک جزیرہ نما ہے، ترکی کا بیش تر حصہ اسی جزیرہ نما پر مشتمل ہے) پر حملہ شروع کر دیے، تو اس کے وہ حصے جہاں مسلمان آباد تھے اور مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم تھیں، انھی میں سے ایک ریاست جو کہ آرمینیا کی سرحد پر واقع تھی، ترکان ”اورغوز“ کے ایک قبیلے کے پاس تھی، جس کے سردار ارطغرل کے والد سلیمان خاں تھے۔ تیرہویں صدی کے آغاز میں اس قبیلے نے قونیہ (ترکی) کی طرف ہجرت کی۔ ارطغرل کے والد سلیمان خاں تو راستے میں ہی فوت ہو گئے۔ ارطغرل کا قبیلہ جو تقریباً چار سو گھرانوں پر مشتمل تھا، جب انکوہ (انقرہ) کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ دو فوجیں مصروف جنگ ہیں۔ ان میں سے ایک فوج افرادی قوت کے لحاظ سے زیادہ اور طاقت ور ہے اور دوسری فوج تعداد کے لحاظ سے کم اور کمزور ہے۔ ارطغرل ان دونوں فوجوں سے ناواقف تھا کہ کون کیا ہے؟ ارطغرل کے ساتھ چار سو سوار تھے۔ انھوں نے کمزور فوج کا ساتھ دیا اور اس جانبازی کے ساتھ طاقت ور فوج کا مقابلہ کیا کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد پتہ چلا کہ جس فوج کی مدد کی تھی، وہ سلطان علاء الدین سلجوقی کی فوج تھی، جسے تاتاریوں کی فوج نے گھیر رکھا تھا۔ اس مدد پر سلطان علاء الدین نے ارطغرل کو بازنطینی سرحد کے قریب ایک بہت بڑا علاقہ بطور جاگیر عطا کیا۔ ارطغرل نے یہاں قابل ذکر ریاست قائم کی۔ ارطغرل کے فوت ہونے کے بعد ان کے بیٹے عثمان خاں تیس سال کی عمر میں ریاست کے سربراہ بنائے گئے۔ قونیہ کے شاہ غیاث الدین کیسوسور کی بیٹی سے ان کا نکاح ہوا۔ سلجوقی بادشاہ نے عثمان خاں کو اپنی فوج کا سپہ سالار بھی بنا دیا۔ ۶۶۹ھ / 1270ء میں جب غیاث الدین مقتول ہوئے تو سلجوقی ترکوں نے متفقہ طور پر عثمان خاں کو قونیہ کے تخت پر بٹھا دیا اور سلطان کا لقب اختیار کیا۔ چنانچہ پہلے سلطان ہیں، جن کے نام سے ”سلطنت عثمانیہ“ قائم ہوئی۔



رمضان المبارک کیسے گزاریں؟

رمضان المبارک اور معاشرتی تقاضے

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ / ۸ مارچ ۲۰۲۴ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ نے ادارہ رحیمیہ لاہور میں خطبہ جمعہ المبارک دیتے ہوئے فرمایا: ”معزز دوستو! رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہوا چاہتا ہے۔ یہ ماہ مبارک ہم مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ نے انسانیت کو دنیا اور آخرت میں کامیاب بنانے کے لیے جن امور کا پابند بنایا ہے، ان میں ایک اس خاص ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے۔ اس پورے مہینے میں ہم اللہ کی طرف متوجہ ہو کر، اس کے حکم کے مطابق دن میں روزے رکھیں اور رات میں اللہ کے حضور کھڑے ہو کر قرآن حکیم کی تلاوت میں مشغول رہیں۔ یہ ہماری تربیت و تزکیے اور ہمیں مہذب بنانے کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں نہ صرف ہماری روح کو پاکیزہ بنانے کا عمل کیا جاتا ہے، بلکہ اس رمضان المبارک کے بابرکت ایام اور بابرکت راتوں کے ذریعے سے ہمارے اجتماع اور سوسائٹی کی تہذیب و تشکیل بھی کی جاتی ہے۔ انسان چونکہ ایک اجتماع میں رہتا ہے، جب تک کوئی اجتماع درست نہ ہو، مسلمان درست نہیں ہوتے۔ مسلمان جہاں تک اس کی اپنی ذات کا معاملہ ہے، وہاں بھی اُسے مہذب بنانا ہے، جہاں تک اُس کے خاندان کا معاملہ ہے، خاندانی اجتماعیت میں بھی ایک تہذیب یافتہ فیملی سسٹم میں رہنا ہے۔ کسی شہر کا یا ملک کا قومی سطح کا کوئی نظام وجود میں آتا ہے تو وہ بھی اُس قوم کے تمام افراد کی تہذیب سے عبارت ہے کہ وہ مہذب ہیں۔ اور اسی طرح وہ مسلمان جو بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک اور علاقوں اور اقوام میں رہتے ہیں تو انسانیت کا بین الاقوامی نظام بھی مہذب ہو۔ گویا تہذیب انسانیت میں رمضان المبارک کا بڑا بنیادی کردار ہے۔

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا: ”انسانیت میں حیوانیت تب پیدا ہوتی ہے، جب وہ ایک لمبی مدت تک صرف کھانے پینے اور شہوتیں پورا کرنے میں لگن رہے۔ اُس پر کوئی روک ٹوک نہ ہو اور وہ کسی ڈسپلن کا پابند نہ ہو۔ انسانیت کو ڈسپلن سکھانے کے لیے سال بھر میں ایک ماہ کے روزے رکھے گئے ہیں، جب کہ باقی مختلف اوقات میں نفل روزے رکھے جاسکتے ہیں، لیکن کم از کم ایک انسان سال بھر میں ایک ماہ اس حوالے سے مخصوص کر لے کہ اُس نے اپنی خواہشات کو کنٹرول کرنا ہے۔ اپنے کھانے پینے کو ایک ڈسپلن میں لانا ہے۔ دوسرے انسانوں کی بھوک محسوس کرتی ہے۔ دوسرے انسانوں کے کام آتا ہے۔ اُن کے ساتھ مواصلات اور خیر خواہی کرتی ہے۔ اور اُسے اپنی جنسی خواہشات کو کنٹرول کرنا ہے، تاکہ وہ صرف جانور بن کر ہی نہ رہ جائے، بلکہ وہ مہذب سوسائٹی کا ایک فرد بنے۔

تہذیب کے لیے سب سے پہلی بات یہ ضروری ہے کہ کوئی نظریہ اور فکرموجود ہو، جس پر فرد، گھر، قبیلے، قوم، ملک اور بین الاقوامی معاشرے کی شیرازہ بندی کی جائے۔ کسی نظریے کا انسان خود پابند ہو۔ اپنے ہی طے کیے ہوئے ضابطے اور قوانین اور اجتماع سے متعلق امور کا اپنے آپ کو پابند بنائے۔ یہ تہذیب ہے۔ ایک خاندان، ایک نظم و ضبط کے تحت وجود میں آئے، اُسی کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اُسی کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ ماں باپ اولاد کے، اور اولاد ماں باپ کے، عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کے۔ ایک محلے کے رہنے والے مہذب تہذیب ہوں گے کہ جب وہ ایک ڈسپلن میں زندگی بسر کرنے کے عادی ہوں گے۔ ہر آدمی اپنی مرضی سے کام نہیں کرے گا، ورنہ بغیر کسی ڈسپلن کے تو وہ جملہ، شہر، یا ملک بد صورت ہوگا۔

دوسرے یہ کہ انسان نے انسانیت دوستی اور انسانیت کی ترقی کا جو نظریہ متعین کیا ہے، اُس کو عمل میں لانے کے لیے ضروری ہے کہ ایسا سسٹم قائم کیا جائے، ایسا آئین، قانون اور نظام عملاً وجود میں لایا جائے جو عدل اور انصاف کی بنیاد پر ہو۔ جب تک کسی اجتماع کے تمام فریق حقوق حاصل کرنے کے حوالے سے مساوی اور عادلانہ نسبت نہیں رکھتے تو وہ غیر مہذب ہیں۔ اُن اقدار اور اُن ویلیوز پر جو کسی اجتماع نے اپنے لیے طے کیے ہوئے ہوں، ایک آئینی فریم ورک اور ایک قانون کے تحت ایک معاشرہ کام کرے۔ انسانیت کی اساس پر ایک منصفانہ نظام ہو، جو تمام انسانوں میں بلا تفریق رنگ، نسل، مذہب عادلانہ مساوات کے تحت کام کرے۔

تیسری بات یہ ہے کہ تمام انسانوں کے امن و امان، جان مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے سیاسی حقوق کی ادائیگی کا نظام موجود ہو۔ چوتھی بات یہ کہ اُن کے معاشی حقوق اطمینان بخش ہوں۔ تہذیب کے بنیادی اہداف یہ چار امور ہیں اور ان کے متضاد جتنے بھی امور ہیں، ان سے غیر مہذب معاشرہ، غیر مہذب فرد، غیر مہذب خاندان، غیر مہذب قوم اور غیر مہذب بین الاقوامیت پیدا ہوتی ہے۔“

تہذیب اس لیے ضرور ہے کہ انسان میں اگر تہذیب نہ ہو تو وہ درندہ بن جاتا ہے۔ غیر مہذب انسان حیوانیت کی سطح پر اتر آتا ہے۔ انسانیت کا مقام نہیں پاتا، اُس سے اُس و محبت ختم ہو جاتی ہے۔ جانوروں کی طرح سفاکیت اور ظلم، بے انصافی اور انسان دشمنی اُس میں پائی جاتی ہے۔ جب کہ ایک انسان کی خصوصیت یہ ہے کہ اُس میں اُس ہو۔ ایک دوسرے سے محبت اور یگانگت ہو۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا جذبہ ہو۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے خالق و مالک ذات باری تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے، اُس کے انعامات کا شکر ادا کرنے اور اُس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے ساتھ عدل و انصاف کا تعلق قائم کرنے کے لیے کردار ادا کرے۔ انسانیت نام ہی اس ذہنی شعور قلبی جذبے اور نفسی تقاضے کا ہے۔ غیر مہذب انسان انسانی معاشرے میں رہنے کے قابل نہیں رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ معاشرہ غیر مہذب ہوتا ہے کہ جس میں باقی انسانوں کے لیے عدل، امن اور معاشی خوش حالی نہ ہو۔ اُن کی سیاسی، معاشی اور سماجی ضروریات پوری نہ ہوں۔ انسان دوستی کا جذبہ نہ ہو۔“

رمضان المبارک اور تقویٰ کی حقیقت

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم پر بھی بالکل اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے جتنے انبیاء اور ان کے اُمتوں اور تبعین پر روزے فرض کیے گئے تھے۔ (2-البقرہ: 183) یعنی یہ انسانیت کے ضمیر کی یکساں آواز ہے کہ روزوں کے ذریعے انسانیت میں تہذیب پیدا کی جائے۔ اور یہ انسان پر اس لیے فرض کیے ہیں تاکہ اس میں تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ کی حقیقت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنے نظریات، اپنا آئین و قانون، اپنی سیاست، اپنی معیشت، ان چاروں دائروں کا جائزہ لیا جائے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ صحیح کیا ہے، غلط کیا ہے؟ نظریہ آزادی کا ہے یا غلامی کا؟ آئین اور قانون عادلانہ ہے یا غلامانہ؟ کون سا سیاسی نظام صحیح ہے؟ امن والا یا خوف دینے والا ہے؟ کون سا معاشی نظام درست ہے؟ انسانیت کو اطمینان بخش وسائل فراہم کرنے والا یا اُسے بھوکا رکھنے والا؟ پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں: تقویٰ یہ ہے کہ حق اور باطل میں، صحیح اور غلط میں، عدل اور ظلم میں، نیکی اور بدی میں فرق پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ معاشرہ اس کے بغیر مہذب نہیں ہوتا۔

ایک مہذب معاشرے کے لیے نظریہ آزادی ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے کہ جس معاشرے میں نظریہ غلامی رچ بس جائے، وہ کبھی مہذب نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ غیر مہذب رہتا ہے۔ غلام آدمی غیر مہذب ہوتا ہے۔ ایسا غیر مہذب کہ جس کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن پاک (16-النحل: 76-75) نے کہا ہے کہ وہ اپنے فیصلے کرنے کی کوئی قدرت اور صلاحیت نہیں رکھتا۔ وہ اپنے مولیٰ (آقا) پر بوجھ ہے۔ چاہے وہ مولیٰ کوئی انسان ہو، یا اپنا مولیٰ اللہ میاں کو بنائے، لیکن اُس کا کام نہ کرے، ہے غلام۔ وہ انسانیت پر بھی بوجھ ہے۔ وہ ایسا بد نصیب ہے کہ وہ جدھر بھی متوجہ ہو جائے، سیاست میں، معیشت میں، سماج میں، اپنے گھر کی تعمیر و تشکیل میں، اپنی ذات میں، خیر کی بات اُس سے نہیں نکلے گی۔ ہمیشہ شربی کی بات ہوگی۔ کیوں کہ وہ اپنے کام خود کر نہیں سکتا، وہ اپنے تمام کام اُس کے احکامات کے مطابق کرے گا، جس کا وہ عبدِ مملوک (مملکتی غلام) اور کٹھ پتلی ہے۔ وہ جمہوریت کا ڈرامہ رچائے یا بادشاہت کا، وہ خلافت کا عنوان اختیار کرے یا اسلام کا، اگر ”عبدًا مملوکًا“ (غلام) ہے تو اس کی کسی بات میں وزن نہیں ہوگا۔

اللہ نے فرمایا کہ: اس کے مقابلے میں دوسری طرف وہ انسان ہے، جو آزاد ہے، خود مختار ہے، اور عدل کی بنیاد پر اپنا آئین، اپنا قانون، اپنی سیاست اور معیشت بنائے ہوئے ہے، کیا یہ اور وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کامن سنس کی بات ہے کہ نہیں! جو عدل پر اپنا معاشرہ اور اپنا نظام بنائے ہوئے ہے، وہ کبھی بھی اُس غلام کے برابر نہیں ہو سکتا جو جدھر بھی توجہ کرتا ہے، خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ وہ بنیادی بات ہے جو ماہ رمضان المبارک تقویٰ کے نتیجے میں ایک مسلمان میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

رمضان المبارک اور ملکی سلامتی کے تقاضے

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

”رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہماری یہ مملکت خداداد پاکستان رمضان المبارک میں بنی تھی۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی۔ اس لیے کہ رمضان میں بنا ہے۔ یہ آپ کا مقدمہ ہے، لیکن اگر خود پاکستانی بد نیکی پر مبنی کام کریں، اُسے پاک بنانے کے بجائے ناپاک کرنے کا ہر ممکن جتن کریں تو تمہاری بد اعمالی کی کوئی سزا نہیں ہے؟ جب کہ ایک تجربہ ہو چکا ہے کہ تم پاکستان کا ادھے سے زیادہ حصہ توڑ چکے ہو۔ رمضان میں بنا تھا تو پھر یہ 71-1970ء میں کیوں ٹوٹ گیا؟ وہاں برکت نہیں تھی رمضان کی؟ دو سو سال سے آپ کے مقدر میں غلامی عذاب کے طور پر اللہ نے تم پر مسلط کی ہوئی تھی، 1947ء میں اُس غلامی کا سودا ایک مالک سے دوسرے مالک کی طرف منتقل ہو گیا، بس! کیا فرق ہے؟ رمضان المبارک کے مہینے میں یہ شعور تو ہونا چاہیے تھا کہ یہ قبضہ ایک غلام کا، ایک مالک سے دوسرے مالک کی طرف جا رہا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پہلا مالک بھی اپنے تمام تر ملکیتی اثاثوں کے ساتھ دوسرے مالک کا ریغمال اور غلام بن گیا۔

کہنے کا مقصد یہ کہ رمضان المبارک جو شعور کا مہینہ تھا، جو حق و باطل میں تیز کا مہینہ تھا، وہ حق و باطل کو گدلائے کا مہینہ بن گیا۔ متقی اور صحیح نیت والے لوگوں نے اس حقیقت کو واشگاف کیا تھا کہ یہ تمہارے ساتھ دھوکا ہوا ہے، تم ایک کی غلامی میں نکل کر دوسرے کی غلامی میں جا رہے ہو، نام اسلام کا استعمال کیا جا رہا ہے اور تمہاری آزادی سلب کی جا رہی ہے۔ آسمان سے گرے اور کھجور میں اٹک رہے ہو۔ غلامی، بد امنی اور نہ ختم ہونے والی ایک معاشی استحصال کی زندگی کی طرف تم جا رہے ہو۔ وہ جاگیر دار، وہ وڈیرے، وہ مراعات یافتہ طبقات جو انگریز کے مفادات کے ٹوڈی تھے، وہ تم پر مسلط ہو رہے ہیں۔ بس زیادہ سے زیادہ فرق یہ ہے کہ گورے کے بجائے کالے انگریز مسلط ہو گئے۔

گزشتہ چھ ہتر سالوں میں جو بھی تمہارے لیے حکمران بن کر آئے ہیں، اُن کے ساتھ کرپشن، لوٹ مار، قومی وسائل کو تباہ و برباد کرنے، ریاست کو نقصان پہنچانے، اقوام کو نقصان پہنچانے کا بھیا تک کردار چکا ہوا ہے۔ دنیا کے مہذب ملکوں میں کسی لیڈر پر کوئی الزام لگ جائے، چاہے وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو، وہ استغفیٰ دے دیتا ہے کہ میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ میں پارلیمنٹ میں بیٹھوں، لیکن ہمارے ہاں چھ ہتر سالوں سے جتنے مرضی الزام لگ جائیں، پھر بھی وہ حکومت سنبھالنے کے لیے آگے آگے ہوتے ہیں۔

رمضان آ رہا ہے، شعور کی آنکھیں کھولیں، حقائق کے تناظر میں اپنا جائزہ لیں۔ کھلی آنکھوں سے رمضان کے روزے رکھیں۔ حق اور باطل کی پہچان پیدا کریں۔ رمضان کا مہینہ نشے کا مہینہ نہیں ہے کہ خوب کھاؤ پیو، سوتے رہو اور رغفلت کی حالت میں رہو۔ نہیں! بلکہ آنکھیں کھول کر شعور کی اساس پر قرآن کا پیغام سمجھو۔ رمضان کا پیغام سمجھو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔“ (آمین)

احکام و مسائل رمضان المبارک

از حضرت مفتی عبدالحق آزاد راءے پوری

جنہوں کو سامنے رکھتے ہوئے گھڑیوں سے اوقات دیکھ کر روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ اس لیے فلکیاتی حساب سے بنی ہوئی دائمی جنہوں میں مطبوعہ اوقات میں دو سے پانچ منٹ کی احتیاط کر کے روزہ افطار کرنا چاہیے۔

۱۷۔ کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے، لیکن اگر کسی دوسری چیز کھانے پینے سے افطار کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۱۸۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُؤْمٌ، وَبِکَ اَمْنٌ، وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ" (اے اللہ! بے شک میں نے تیرے لیے روزہ رکھا، اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے رزق سے ہی میں افطار کرتا ہوں) اگر کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں روزہ افطار کرنے پر خدا کا شکر بجالائے۔

۱۹۔ درج ذیل تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے:

- ☆ بھول کر کھانے، پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- ☆ اپنے آپ قے ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے تھوڑی ہو یا زیادہ۔
- ☆ سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سوگھنا، یا حلق میں از خود دھواں یا گرد وغبار وغیرہ کا چلا جانا۔
- ☆ دانتوں میں گوشت وغیرہ کا ریشہ، جو چنے سے کم ہے، اس کو باہر نکالنے بغیر نکلنا۔
- ☆ لعاب نکلنا، زبان سے کوئی چیز چھک کر تھوک دینا۔
- ☆ روزے میں تازہ یا خشک مسواک کرنا، اگر چہ نیم کے درخت کی ہو۔
- ☆ گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا، خواہ کئی بار ہی کیوں نہ ہو۔

۲۰۔ درج ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہو جاتی ہے:

- کھلی کرتے وقت بلا ارادہ حلق میں پانی آ کر اتر جانا۔
- خود بخود قے آئی اور جان بوجھ کر حلق میں لوٹالی۔
- اپنے اختیار سے منہ بھر کر قے کر ڈالی۔
- کان میں تیل ڈال لینا، ناک میں ناس لینا، سگریٹ یا حقہ پینا۔
- دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نکل لینا جب کہ خون تھوک پر غالب ہو۔
- بھولے سے کچھ کھاپی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا، پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔
- یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی، سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔
- بادل یا آسمان پر غبار کی وجہ سے یہ سمجھا کہ آفتاب غروب ہو گیا، روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا اور دن باقی تھا۔

۲۱۔ روزہ ٹوٹنے کی درج ذیل وہ صورتیں، جن میں کفارہ بھی واجب ہوتا ہے:

رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے کفارہ لازم آ جاتا ہے، جو دو مہینے لگاتار روزے رکھنا ہے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلائے یا ایک روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت انہیں ادا کرے۔ اگر ایک ہی رمضان کے دو تین روزے توڑ ڈالے تو بھی ایک ہی کفارہ کافی ہو جائے گا۔

۲۲۔ جس کو اتنا بڑھا پابو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی، یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی امید نہیں رہی اور روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا (1700 گرام) غلہ یا اس کی قیمت بطور نذرانہ ادا کرے۔

۱۔ ہر مسلمان مرد و عورت، عاقل، بالغ پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض ہے۔

۲۔ شریعت میں روزے کا مطلب ہے کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا اور جماع کرنا چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ رمضان المبارک میں کسی مجبوری کی وجہ سے روزہ چھوٹ جائے تو رمضان کے بعد اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ حالت سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن اس کی قضا ضروری ہے۔

۵۔ حالت سفر میں اگر روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ رمضان شریف کی فضیلت سے محرومی ہے۔

۶۔ بغیر کسی وجہ کے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے۔

۷۔ اگر روزہ دار کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھا اور روزہ دار کو روزہ کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہے تو اس کو روزہ یاد دلانا واجب ہے۔

۸۔ اگر کسی نے کسی بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھا تو احترام رمضان کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے سامنے کچھ نہ کھائے پئے۔

۹۔ رمضان المبارک کے روزہ میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے۔ سحری کے وقت "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" (کل صبح کو میں رمضان کے روزے کی نیت کرتا ہوں) پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۔ اگر رات سے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اگر سحری کے بعد کچھ کھایا یا پینا ہو تو دن کو 10، 11 بجے تک نیت کر لینا درست ہے۔

۱۲۔ اگر رمضان المبارک کے مہینے میں کسی نفل، قضا یا نذر کے روزے کی نیت کی، تب بھی رمضان کا روزہ ادا ہوگا۔

۱۳۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین کھجوریں ہی کھالے۔ یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے۔ کچھ نہ سہی تو پانی ہی پی لے۔

۱۴۔ سحری میں جہاں تک ہو سکے، دیر کر کے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح صادق ہونے لگے اور روزے میں شبہ پیدا ہو جائے۔

۱۵۔ جب ٹھیک طرح سے سورج کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو فوراً روزہ کھولنا مسنون ہے، دیر کر کے کھولنا مکروہ ہے۔

۱۶۔ جب تک سورج کے غروب ہونے میں شبہ رہے، تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔ سورج غروب ہونے کا تعلق مشاہدے سے ہوتا ہے، جب کہ آج کل عام طور پر ایسا نہیں کیا جاتا۔ خاص طور پر بڑے شہروں میں کہ آسمان صاف نہیں ہوتا، بلکہ دائمی

اعتکاف کے احکام و مسائل

- اگر کوئی شخص جس کو یا گندم وغیرہ، غلے کی شکل میں ندے سے تو اپنے علاقے کے نرخ کے مطابق اسی قدر درج بالا ایشیا کی قیمت ادا کر دے۔
- 4- جو شخص نصاب کا مالک ہے، اس پر صدقہ فطر واجب ہے، خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔
- 5- مستحب یہ ہے کہ صدقہ فطر، عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے ادا کیا جائے، جب کہ رمضان المبارک میں بھی ادا کرنا درست ہے۔
- 6- زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ مال سال بھر تک اس کے پاس جمع رہے، بلکہ سال سے کم عرصہ میں بھی بقدر نصاب مال کا مالک بن جائے اور عید الفطر کے دن بھی اس کا مالک ہو تو صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہوگا۔
- 7- عورت پر صرف اپنی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ نابالغ بچوں کی طرف سے ان کی والدہ پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری باپ کی ہے۔
- 8- صدقہ فطر، عید کے دن صبح صادق کے وقت سے واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا جو شخص صبح صادق سے پہلے فوت ہو جائے، اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ اور جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہوا، اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر واجب نہیں۔
- 9- اگر عید الفطر کے دن صدقہ فطر ادا نہیں کر سکا تو بعد میں ادا کیگی اس کے ذمہ برقرار رہے گی، جب تک کہ وہ اُسے ادا نہ کرے۔

عید الفطر کے احکام و مسائل

- رمضان المبارک کے بعد یکم شوال کو شکرانے کے طور پر دو رکعت نماز عید الفطر ادا کرنا واجب ہے، عید الفطر کے احکام مندرجہ ذیل ہیں:
- 1- عید الفطر کے دن درج ذیل کام مسنون ہیں:
- (الف) غسل کرنا۔ (ب) مسواک کرنا۔
- (ج) عمدہ کپڑے جو میسر ہوں پہننا۔ (د) خوشبو لگانا۔
- (ه) بالوں میں کنگھا وغیرہ کرنا۔
- 2- صبح سویرے اٹھ کر عید گاہ جلد بچنے کی کوشش کی جائے۔
- نماز عید کے لیے جانے سے پیش تر کوئی بیٹھی چیز کھانا مسنون ہے۔
- 3- عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔
- 4- عید کی نماز پڑھنے کے لیے ایک راستے سے جائے اور نماز کے بعد دوسرے راستے سے واپس آئے۔ عید گاہ میں اگر ممکن ہو تو پیدل چل کر جائے۔
- 5- راستے میں یہ تکبیریں آہستہ آہستہ پڑھے:
- اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ.
- 6- نماز عید کے لیے جماعت شرط ہے۔ لہذا اگر کسی وجہ سے کوئی نماز عید کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکا تو وہ تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا۔
- 7- عید کے دن نماز عید سے پہلے کوئی نقلی مثلاً اشراق یا دیگر نوافل پڑھنا مکروہ ہیں۔ عورتوں، مریضوں اور مسافروں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

- ☆ رمضان کے آخری دس دنوں میں ایسی مسجد میں جہاں پانچ وقت کی نماز باجماعت ہوتی ہو، اعتکاف بیٹھنا سنت ہے۔
- ☆ رمضان کی بیسویں تاریخ کو شام سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف شروع ہونا ہے۔ اور عید الفطر کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کی حالت میں رہنا ضروری ہے۔
- ☆ پیشاب، پاخانہ اور فرض غسل کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔
- ☆ اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا ہے جہاں نماز جمعہ المبارک نہیں ہوتی، تو جمعہ المبارک کی نماز کے لیے شہر کی جامع مسجد میں جانا جائز ہے، اور اندازاً اتنی دیر پہلے مسجد سے نکلے کہ جامع مسجد پہنچ کر خطبہ سے پہلے تحیۃ المسجد اور چار سنتیں پڑھ سکے۔ اور نماز کے بعد سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا بھی جائز ہے۔
- ☆ اذان کہنے کے لیے مسجد سے باہر اذان کی جگہ پر جانا جائز ہے۔
- ☆ نماز جنازہ کے لیے جانا بشرطیکہ اعتکاف کی نیت کرتے وقت یہ نیت کر لی تھی کہ ”جنازہ کے لیے جاؤں گا“، تو جائز ہے، اور اگر نیت نہیں کی تو جائز نہیں۔
- ☆ بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر یا بھول کر مسجد سے باہر چلے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔
- ☆ اسی طرح کسی عذر اور ضرورت کے سبب مسجد سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنے اور بیماری یا خوف کی وجہ سے مسجد سے باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

صدقہ فطر کے احکام و مسائل

- 1- صدقہ فطر ہر عاقل، بالغ، آزاد مالک نصاب شخص اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرے، بشرطیکہ اس کی نابالغ اولاد کی ملکیت میں ان کے نام الگ سے مال نہ ہو۔ اگر ان کی ملکیت میں الگ سے بقدر نصاب مال ہے تو ان کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔
- 2- صدقہ فطر کے نصاب کا مالک وہ شخص ہوگا، جس کے پاس ضرورت سے زائد تمام املاک و ایشیا اس مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت ساڑھے سات تولہ سونا کے مساوی ہو۔
- 3- احادیث میں درج ذیل ایشیا میں سے کوئی ایک درج ذیل مقدار کے مطابق بطور صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے:
- (الف) صاعاً من شعیر: یعنی جو (تقریباً 3500 گرام)
- (ب) صاعاً من تمر: یعنی بھجور (تقریباً 3500 گرام)
- (ج) صاعاً من اقط: یعنی پنیر (تقریباً 3500 گرام)
- (د) صاعاً من زبیب: یعنی کشمش (تقریباً 3500 گرام)
- (ه) نصف صاع من بُز: یعنی گندم (تقریباً 1700 گرام)
- موجودہ اوزان (ناپ تول) کے مطابق علمائے کرام نے نصف صاع کو تقریباً 1700 گرام کے برابر قرار دیا ہے اور ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلوگرام کے برابر ہے۔

تمشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ / مارچ 2025ء

| سکھر | | کراچی | | کوئٹہ | | پشاور | | ملتان | | اسلام آباد | | لاہور | | ایام | تاریخ شمسی | تاریخ ہجری |
|------|-------|-------|-------|-------|-------|-------|-------|-------|-------|------------|-------|-------|-------|--------------|------------|---------------|
| سحر | افطار | سحر | افطار | سحر | افطار | سحر | افطار | سحر | افطار | سحر | افطار | سحر | افطار | دن | مارچ | رمضان المبارک |
| 5:26 | 6:30 | 5:36 | 6:36 | 5:36 | 6:33 | 5:17 | 6:12 | 5:18 | 6:15 | 5:12 | 6:07 | 5:07 | 6:03 | ہفتہ | کیم | کیم |
| 5:26 | 6:30 | 5:36 | 6:35 | 5:35 | 6:34 | 5:16 | 6:13 | 5:17 | 6:16 | 5:11 | 6:07 | 5:06 | 6:02 | اتوار | 2 | 2 |
| 5:25 | 6:31 | 5:35 | 6:37 | 5:34 | 6:35 | 5:14 | 6:14 | 5:16 | 6:16 | 5:09 | 6:08 | 5:04 | 6:04 | سوموار | 3 | 3 |
| 5:25 | 6:31 | 5:34 | 6:37 | 5:33 | 6:35 | 5:13 | 6:14 | 5:15 | 6:17 | 5:08 | 6:09 | 5:03 | 6:05 | منگل | 4 | 4 |
| 5:24 | 6:32 | 5:33 | 6:38 | 5:32 | 6:36 | 5:12 | 6:15 | 5:14 | 6:18 | 5:07 | 6:10 | 5:02 | 6:06 | بدھ | 5 | 5 |
| 5:23 | 6:33 | 5:32 | 6:38 | 5:31 | 6:36 | 5:11 | 6:16 | 5:13 | 6:18 | 5:06 | 6:11 | 5:01 | 6:06 | جمعرات | 6 | 6 |
| 5:22 | 6:33 | 5:31 | 6:39 | 5:30 | 6:37 | 5:09 | 6:17 | 5:11 | 6:19 | 5:04 | 6:12 | 5:00 | 6:07 | جمعہ المبارک | 7 | 7 |
| 5:21 | 6:34 | 5:30 | 6:39 | 5:29 | 6:38 | 5:08 | 6:18 | 5:10 | 6:19 | 5:03 | 6:12 | 4:59 | 6:08 | ہفتہ | 8 | 8 |
| 5:20 | 6:34 | 5:29 | 6:40 | 5:27 | 6:39 | 5:07 | 6:19 | 5:09 | 6:20 | 5:02 | 6:13 | 4:57 | 6:09 | اتوار | 9 | 9 |
| 5:19 | 6:35 | 5:29 | 6:40 | 5:26 | 6:39 | 5:06 | 6:19 | 5:08 | 6:21 | 5:00 | 6:14 | 4:56 | 6:09 | سوموار | 10 | 10 |
| 5:18 | 6:36 | 5:27 | 6:41 | 5:25 | 6:40 | 5:04 | 6:20 | 5:07 | 6:22 | 4:59 | 6:15 | 4:55 | 6:10 | منگل | 11 | 11 |
| 5:17 | 6:36 | 5:27 | 6:41 | 5:24 | 6:41 | 5:03 | 6:21 | 5:06 | 6:22 | 4:57 | 6:15 | 4:54 | 6:11 | بدھ | 12 | 12 |
| 5:16 | 6:37 | 5:25 | 6:42 | 5:23 | 6:41 | 5:01 | 6:22 | 5:04 | 6:23 | 4:56 | 6:16 | 4:52 | 6:12 | جمعرات | 13 | 13 |
| 5:15 | 6:37 | 5:24 | 6:42 | 5:21 | 6:42 | 5:00 | 6:22 | 5:02 | 6:23 | 4:54 | 6:16 | 4:50 | 6:13 | جمعہ المبارک | 14 | 14 |
| 5:14 | 6:38 | 5:23 | 6:43 | 5:20 | 6:43 | 4:59 | 6:23 | 5:02 | 6:24 | 4:53 | 6:18 | 4:50 | 6:13 | ہفتہ | 15 | 15 |
| 5:12 | 6:39 | 5:22 | 6:43 | 5:19 | 6:43 | 4:57 | 6:24 | 5:00 | 6:24 | 4:52 | 6:18 | 4:49 | 6:14 | اتوار | 16 | 16 |
| 5:11 | 6:39 | 5:21 | 6:44 | 5:18 | 6:44 | 4:56 | 6:25 | 4:59 | 6:25 | 4:51 | 6:20 | 4:47 | 6:14 | سوموار | 17 | 17 |
| 5:10 | 6:40 | 5:20 | 6:44 | 5:16 | 6:44 | 4:55 | 6:25 | 4:58 | 6:26 | 4:50 | 6:20 | 4:45 | 6:16 | منگل | 18 | 18 |
| 5:09 | 6:40 | 5:19 | 6:45 | 5:15 | 6:45 | 4:53 | 6:26 | 4:57 | 6:27 | 4:48 | 6:21 | 4:44 | 6:16 | بدھ | 19 | 19 |
| 5:08 | 6:40 | 5:18 | 6:45 | 5:14 | 6:45 | 4:51 | 6:27 | 4:55 | 6:27 | 4:47 | 6:21 | 4:42 | 6:16 | جمعرات | 20 | 20 |
| 5:06 | 6:41 | 5:17 | 6:46 | 5:13 | 6:46 | 4:50 | 6:28 | 4:54 | 6:28 | 4:45 | 6:23 | 4:42 | 6:17 | جمعہ المبارک | 21 | 21 |
| 5:05 | 6:41 | 5:16 | 6:46 | 5:11 | 6:47 | 4:49 | 6:29 | 4:53 | 6:28 | 4:44 | 6:23 | 4:42 | 6:18 | ہفتہ | 22 | 22 |
| 5:04 | 6:42 | 5:14 | 6:47 | 5:10 | 6:48 | 4:47 | 6:30 | 4:52 | 6:29 | 4:42 | 6:24 | 4:39 | 6:18 | اتوار | 23 | 23 |
| 5:03 | 6:42 | 5:13 | 6:47 | 5:08 | 6:49 | 4:45 | 6:31 | 4:50 | 6:30 | 4:41 | 6:24 | 4:37 | 6:19 | سوموار | 24 | 24 |
| 5:02 | 6:43 | 5:12 | 6:48 | 5:07 | 6:49 | 4:44 | 6:31 | 4:49 | 6:30 | 4:39 | 6:26 | 4:36 | 6:20 | منگل | 25 | 25 |
| 5:00 | 6:43 | 5:11 | 6:48 | 5:05 | 6:50 | 4:42 | 6:33 | 4:47 | 6:32 | 4:37 | 6:27 | 4:35 | 6:21 | بدھ | 26 | 26 |
| 4:59 | 6:44 | 5:10 | 6:48 | 5:05 | 6:50 | 4:41 | 6:33 | 4:46 | 6:32 | 4:36 | 6:27 | 4:34 | 6:21 | جمعرات | 27 | 27 |
| 4:58 | 6:45 | 5:09 | 6:49 | 5:03 | 6:51 | 4:39 | 6:34 | 4:44 | 6:33 | 4:34 | 6:28 | 4:32 | 6:22 | جمعہ المبارک | 28 | 28 |
| 4:56 | 6:46 | 5:08 | 6:49 | 5:02 | 6:51 | 4:38 | 6:34 | 4:44 | 6:33 | 4:33 | 6:29 | 4:31 | 6:22 | ہفتہ | 29 | 29 |
| 4:55 | 6:46 | 5:07 | 6:50 | 5:01 | 6:52 | 4:36 | 6:35 | 4:42 | 6:34 | 4:31 | 6:30 | 4:29 | 6:23 | اتوار | 30 | 30 |

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیان عظام کی زیر نگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیش نظر دینی چاہیے۔

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالحق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ ”رحیمیہ“ رجیم ہاؤس 33/A کوئٹہ روڈ لاہور سے جاری کیا۔